ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ
کی لطیف تفسیر

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۰؍جنوری ۱۹۸۱ء بمقام دارالذکر لاہور)

تشہّد وتعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

قرآن عظیم کا یہ دعویٰ ہے۔ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ (البقرۃ:۳) یہ ایک کامل کتاب ہے جس میں شک اور شبہ نہیں۔ لَا رَيْبَ فِيْهِ کے بہت سے معانی کئے گئے ہیں۔ایک معنی یہ ہیں کہ اس کتاب میں کوئی ایسی بات نہیں جو حقیقت سے بعید ہو اور شک اور شبہ والی نہیں۔

ایک معنی یہ کئے گئے ہیں کہ یہ ایک ایسی کتاب ہے جو صاحبِ فراست، غور کرنے والوں اور نیک نیتی سے اس کا مطالعہ کرنے والوں کے دلوں میں شکوک وشبہات نہیں چھوڑتی اور اس راہ کو جو خدا تعالیٰ کی رضا کی طرف لے جانے والی ہے روشن کر کے خدا کے بندہ کے سامنے رکھ دیتی ہے۔

قرآن کریم نے یہ بھی دعویٰ کیا کہ یہ قرآن ہے۔ بار بار پڑھی جانے والی کتاب۔ بار بار پڑھی جانے والی کتاب کے ایک معنی تو یہ ہیں کہ ہر فرد پر جو اسلام پر ایمان لایا اسے اپنی زندگی کی راہوں کو ہموار کرنے کے لئے قرآن کریم کا بار بار مطالعہ کرنا اور اس کو پڑھنا اور اس پر غور کرنا ضروری ہوگا۔

اس کے ایک معنے یہ بھی ہیں کہ ہر آنے والی نسل اسے پڑھے گی اس طرح نوعِ انسانی

قیامت تک اس کتابِ عظیم سے بے نیاز ہو کر اپنی زندگی کے مسائل کو حل نہیں کر سکے گی بلکہ ہر بعد میں آنے والی نسل مجبور ہو گی کہ اپنے مسائل کو حل کرنے کے لئے قرآن کریم کی طرف رجوع کرے۔

یہ ایک کامل کتاب اس معنی میں بھی ہے کہ انسانی زندگی کے تمام مسائل کو حل کرنے کی طاقت اس میں پائی جاتی ہے لیکن محض یہ اعلان نہ ہمیں کچھ فائدہ پہنچا سکتا ہے نہ غیر مسلموں کو کوئی تسلی دے سکتا ہے۔ ان کے سامنے صرف یہ کہہ دینا کہ قرآن عظیم بڑی ہی عظیم کتاب ہے کیونکہ تمام مسائل کو یہ حل کرتی ہے انہیں تسلی نہیں دے سکتا۔ اس تسلی کے لئے ضروری ہے کہ ہم مثالیں دے کر اُن کو بتائیں کہ یہ عظیم کتاب تمہارے ان مسائل کو حل کرنے کے قابل ہے اور حل کرتی ہے جنہیں تم حل نہیں کر سکے اپنی زندگی میں۔ اس کے لئے یعنی مثالیں دینے کے لئے قرآن کریم کی روح کو سمجھنا، سات سو سے اوپر جو احکام اس میں پائے جاتے ہیں ان پر غور کرنا اور اپنی زندگی ان راہوں پر ڈھالنا جو بیان کی گئی ہیں اور اپنی گردن ان سات سو سے زائد اس زنجیر کے جو حلقے ہیں ان میں باندھ دینا اور جس طرح ایک بکری مجبوراً قصائی کے سامنے اپنی گردن رکھ دیتی ہے اور کہتی ہے لے چھری چلا لے اس طرح برضا و رغبت پوری بشاشت اور خوشی کے ساتھ خدا تعالیٰ کے احکام کو تسلیم کرنا اور خوشی اور بشاشت کے ساتھ اپنی زندگی خدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق گزارنا اور علیٰ وجہ البصیرت اس بات کے قابل ہو جانا کہ غیروں کے سامنے مثالیں دے کر آپ یہ کہیں کہ قرآن عظیم واقع ہی عظیم ہے کیونکہ تمہارے یہ دیکھو ایک دو تین جتنی مثالیں اس وقت آپ دے سکیں دے کر ان کو بتائیں کہ تم ان مسائل کو حل نہیں کر سکتے، نہ کر سکے ہو لیکن قرآن کریم کی یہ تعلیم انہیں حل کر رہی ہے۔ اس کے لئے ہدایت کو سمجھنا، اس پر چلنا ضروری ہے۔ ہدایت کو سمجھنے کے لئے قرآن عظیم جو واقع میں عظیم ہے، اپنی تمام عظمتوں اور وسعتوں اور رفعتوں کے ساتھ کہتا ہے کہ مجھے جلدی جلدی مت پڑھو۔ عَلٰى مُكْثٍ ٹھہر ٹھہر کے پڑھو۔ رَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا (المزمل:۵) اس رَتِّلِ کے معنی یہ کئے گئے ہیں کہ خوب کھول کے بیان کرو۔ خوب کھول کر الفاظ کو ادا کرو قرآن کریم کی تلاوت میں کہ تمہارا ذہن بھی قرآن کریم کے حقائق اور معارف کو پہچاننے لگے۔ امام رازیؒ نے لکھا ہے کہ ایک ایک

حرف ہر لفظ کا علیحدہ علیحدہ جس طرح لڑی میں موتی پروئے ہوئے ہوتے ہیں اس طرح وہ حروف تمہارے آپ پڑھتے ہوئے تمہارے ذہن میں حاضر ہوں اور دوسروں کو سناتے ہوئے قرآن کریم اس طرح وہ تمہارے سامنے ہو۔

جماعتِ احمدیہ چونکہ عظمتِ قرآن کریم کو علیٰ وجہ البصیرت سمجھتی ہے اس لئے عام طور پر کہیں غلطی کرتی ہوگی اور اسی کی اصلاح کے لئے آج میں نے یہ بات چھیڑی ہے، قرآن کریم کی تلاوت پڑھنے یا سنانے کے لئے اس طرح نہیں کرتی کہ جس طرح حروف کا پتا ہی نہ لگے اور تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد کوئی ایک آدھ لفظ سمجھ آجائے سننے والے کو اور باقی سب غائب ہو جائیں اس کے اندر۔ قرآن کریم نے کھول کر یہ بیان کیا وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ ہم نے اسے قرآن بنایا ہے اور اسے ٹکڑے ٹکڑے کر کے نازل کیا ہے اور آیت آیت اور سورۃ سورۃ کی شکل میں اسے محفوظ کیا ہے لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ تا کہ تم لوگوں کے سامنے اسے پڑھ کر سناؤ۔ النَّاسِ کے معنے عربی زبان میں نوعِ انسانی کا ہر فرد مرد ہو یا عورت ہے کیونکہ الناس کے معنے میں مرد و زن دونوں آتے ہیں اور الناس کے معنے نوعِ انسانی ہے، مسلم ہو یا غیر مسلم۔ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ تم اسے سناؤ دوسروں کو لیکن سناؤ اس طرح کہ جس طرح آیت آیت نازل ہوئی ہے آہستہ آہستہ، نرمی کے ساتھ اور ٹھہر ٹھہر کے اور عجلت کی راہوں کو اختیار نہ کرتے ہوئے، ایک ایک حرف ان کے سامنے آتا چلا جائے تا کہ ان کو سوچنے کا بھی وقت ملے سنتے ہوئے۔ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَّ نَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا (بنی اسرائیل:۱۰۷) امام رازیؒ نے اس کے معنے یہ کئے ہیں کہ تھوڑا تھوڑا کر کے اس لئے نازل کیا اوّل۔ ہمارے لئے یاد کرنا سہل ہو۔ سننے والے کے لئے یاد کرنا سہل ہو۔ یعنی اگر جلدی سے گزر جاؤ گے تو کوئی بات ایک کے بعد دوسری، دوسری کے بعد تیسری، تیسری کے بعد چوتھا نکتہ اس کے سامنے آئے گا تو اس کا حافظہ ان عظیم باتوں کو جو قرآن کریم بیان کر رہا ہے اور ان روحانی اسرار کو سنے گا تو سہی لیکن ان کو یاد نہیں رکھے گا۔ اس واسطے آہستہ آہستہ اسے پڑھ کر سناؤ تا کہ یاد کرنا سہل ہو اور یاد رکھنا سہل ہو۔

دوسرے اس لئے کہ تا کہ انسان جب آہستہ آہستہ رفق کے ساتھ (مُكْثٍ کے معنے کئے

گئے ہیں رفق) اور نرمی کے ساتھ اور عجلت نہ کرتے ہوئے قرآن کریم کو غور سے پڑھے گا تو قرآن کریم کے حقائق اور دقائق اس کے سامنے آئیں گے اور وہ ان سے فائدہ اٹھا سکے گا۔ امام رازی نے دوسرے معنے یا حکمت یہ بیان کی ہے۔امام رازیؒ نے ہی سعید بن جبیر سے یہ روایت کی ہے کہ آیت آیت اس لئے ہم نے اس کو آیت آیت نازل کیا اور کہا آہستہ آہستہ پڑھو کہ تا عَلٰی مُکۡثٍ پڑھا جا سکے۔ تا نرمی اور محل اور آہستہ آہستہ پڑھ کر سنایا جا سکے، جلدی جلدی نہ ہو۔بعض لوگ اس قدر جلدی تلاوت دوسروں کو سنانے کی کوشش کرتے ہیں کہ پتا ہی نہیں لگتا کہ الفاظ کیا ہیں حروف تو علیحدہ رہے۔قرآن کریم تعویذ نہیں۔قرآن کریم جادو نہیں قرآن کریم موعظہ حسنہ سے بھری ہوئی کتاب ہے۔قرآن کریم ہماری زندگیوں میں ایک انقلابِ عظیم بپا کرنا چاہتا ہے۔قرآن کریم ہماری زندگی کے ہر شعبہ میں راہنمائی کے لئے آیا ہے۔قرآن کریم ہمیں ان راستوں پر چلانا چاہتا ہے جو خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول تک لے جانے والے ہیں۔اس لئے قرآن کریم عظیم ہے کہ اعلان کیا اسی واسطے عَلٰی مُکۡثٍ آ گیا کہ كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (اٰلِ عمران :۱۱۱) تم ایک ایسی امت ہو جس سے کسی کو دکھ اور بے آرامی نہیں پہنچ سکتی۔ ہر شخص کی بھلائی کے لئے۔ جو دھریہ ہے اس کے لئے بھی خیر ہو تم، جو مشرک ہے اس کے لئے بھی خیر ہو تم اور جو اسلام سے باہر کسی دین کا تابع ہے اس کے لئے بھی خیر ہو تم۔تمہارا کام سکھ پہنچانا ہے دکھ پہنچانا نہیں۔اس قدر تاکید کی گئی کہ انسان حیران ہو جاتا ہے۔

اتنا عظیم ہے یہ قرآن کریم کہ اپنے متعلق اعلان کر دیا کہ میری عظمتوں رفعتوں اور وسعتوں کو دیکھ کر غلطی نہ کر بیٹھنا۔میری وجہ سے کسی بیمار کو تکلیف نہ پہنچے کہ تم شور مچا مچا کے راتوں کو اسے پڑھنا شروع کر دو۔میری وجہ سے کسی بچے کو جس کے لئے نیند پوری کرنا ضروری ہے، بے آرامی نہ ہو۔آہستہ آہستہ پڑھو اور رات کے وقت تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قدر تاکید کی ایک موقع پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ تم اتنی آہستہ کیوں پڑھتے ہو کہ تمہارے اپنے کان تمہاری آواز نہیں سن رہے رات کے وقت تہجد میں دعائیں کرتے وقت۔انہوں نے کہا یا رسول اللہ!

اللہ تو دلوں کے حالات بھی جانتا ہے اونچی بولنے کی کیا ضرورت ہے۔ آپ نے کہا نہیں آواز کو اتنا اونچا کرو کہ تمہارے کان اسے سننے لگ جائیں۔ تمہارے کان، ہمسایہ کے کان نہیں، اپنے گھر میں ساتھ کے کمرے میں سوئے ہوئے بچے کے کان نہیں، تمہارے کان سننے لگ جائیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا تم اونچی کیوں بولتے ہو رات کو دعا کرتے وقت۔ شور نہیں مچا رہے تھے یعنی اونچا جو ان کے کان بھی سن رہے تھے اور ذرا اونچا ہوگا۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! میں قرآن کریم اور اس کے مطالب سے شیطان کو کوڑے مار رہا ہوں۔ کچھ اس قسم کے الفاظ تھے۔ آپ نے کہا، نہیں، آہستہ آواز سے دعا کرو۔ آہستہ آواز سے تلاوت کرو۔ تمہارے کان سنیں کسی اور کے کانوں کو سنانے کی ضرورت نہیں۔ شیطان کو ٹھیک کرنے کے قرآن کریم نے اور اسباب اور ذرائع بتائے ہیں۔ میں اس حدیث کا ترجمہ نہیں کر رہا اس کا مطلب بیان کر رہا ہوں آپ کے سامنے۔ تو کتنی عظمتوں والی ہے یہ کتاب کہ ساری دنیا کی راہنمائی کے لئے آئی۔ ساری دنیا تک پہنچنا، دنیا کو ہلاکت سے بچانے کے لئے ضروری ہے اور کہا شور مچا کے ان کے کانوں تک نہیں پہنچنا۔ پیار کے ساتھ، آہستگی کے ساتھ، رفق کے ساتھ جس کے معنی ہیں عَلٰی مُکۡثٍ نرمی کے ساتھ، آسانی کے ساتھ، سہولت کے ساتھ۔ ایک ایک حرف کو علیحدہ علیحدہ کر کے پڑھو تا کہ لفظ کے معنی اور قرآن کریم کی جو گہرائیاں ہیں وہ دوسرے کے دل میں اتریں۔ صوتی کوڑا بھی ہے ایک۔ ڈانٹ بھی تو ایک کوڑا ہے نا۔ ایک دبکا مارتا ہے ایک جابر انسان تو اگلے آدمی کانپنے لگ جاتے ہیں۔ قرآن کریم اس قسم کے دبکے لگانے کے لئے نہیں آیا۔ قرآن کریم تو اس لئے آیا کہ اس نے اعلان کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ کہ خدا اپنے بندوں سے پیار کرنا چاہتا ہے اور اپنے بندوں کو کہا جب اس پر ایمان لاتے کہ میرے پیار میں فانی ہو کر میرے پیار کے حصول کے لئے میرے پیارے بندوں کو ان راہوں کی طرف لاؤ جو میرے پیار کو حاصل کر سکیں گے اور میرے غصہ اور غضب اور قہر سے محفوظ ہو جائیں گے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ قرآن کریم، میں نے بتایا نا اس کا دوسرا پہلو کہ قرآن کریم واقع میں **شِفَـآءٌ لِّلنَّـاس** ہے۔ قرآن کریم میں واقع میں یہ طاقت ہے کہ وہ دنیا کے مسائل آج کی

نسلوں کے بھی اور آنے والی نسلوں کے بھی سلجھا سکتا ہے۔ مسائل حل کر سکتا ہے۔ ان کی پیچیدگیاں جوان کی زندگی میں ہیں ان کو دور کر سکتا ہے۔

اسی سفر میں جو پچھلے سال میں نے کیا ۱۹۸۰ء میں دو مہینے ہوئے۔ فرینکفرٹ میں پریس کانفرنس میں ایک صحافی مجھے کہنے لگے کہ اسلام نے عورت پر بڑی سختی کی ہے تنگی۔ ان کا مطلب تھا کہ یہ جو پردہ کے احکام ہیں یہ عورت کو تو پتا نہیں پسند ہیں یا نہیں وہ مرد بول رہا تھا کہ ہمیں نہیں پسند مردوں کو۔ میں نے انہیں کہا کہ دیکھو! قرآن کریم تمہاری بیٹیوں، بہوؤں، بیویوں کی عزت کی حفاظت کے لئے ایک قانون بناتا ہے تم اس کے اوپر کیسے اعتراض کرتے ہو۔ خیر وہ بات سمجھ گیا کیونکہ ان کو تو پتا ہے۔ میں لندن میں تھا، ٹی وی پر پروگرام آیا کہ پانچ ہزار معصوم بچی انگلستان میں ہے کہ انگلستان کے انگریز غنڈے ان کی عزت لوٹتے اور ان کو حاملہ کر دیتے ہیں ان کی مرضی کے خلاف یعنی وہ بدمعاش لڑکیاں نہیں ہیں معصوم لڑکیاں، انہوں نے بعض مثالیں دے کے اور ان کی شکلیں دکھائیں ساری زندگی تباہ کر دی۔ وہ ساری زندگی روتی ہیں۔ پردے پر تمہیں اعتراض ہے اور ان پانچ ہزار بچیوں کی سالانہ جو تم آپ کہتے ہو ناجائز بچے، ناجائز طریقے پر ان کی مرضی کے خلاف جنوائے جاتے ہیں۔ ان بچیوں کی عزت کا اور ان کے جذبات کا تمہیں کوئی خیال ہی نہیں۔

ابھی دو چار روز ہوئے مجھے امریکہ سے ایک Cutting ہمارے مبلغ نے بھجوایا۔ انہوں نے اس میں لکھا ہوا تھا کہ امریکہ میں کئی لاکھ عورت کے ساتھ یہ سلوک ہوتا ہے کئی لاکھ عورت اور جب میں نے اس شخص کو یہ کہا کہ قرآن کریم تمہاری بیٹیوں، بہوؤں اور بیویوں کی عزت کی حفاظت کے لئے ایک قانون بناتا ہے اور تم اس پر اعتراض کرتے ہو۔ تم کہتے ہو ہمیں یہ پسند نہیں۔ مجھے نہیں سمجھ آئی یہ بات۔ ایک اور صحافی بات تو وہ سمجھتے تھے سارے مجھے کہنے لگے کہ عورتیں بھی تو غنڈی ہوتی ہیں تو ان کے غنڈہ پن سے ہمیں بچانے کے لئے اسلام کیا کہتا ہے وہ صرف توجہ ہٹانا چاہتا تھا دوسری طرف۔ ویسے بھی مجھے جواب دینا تھا۔ میں نے انہیں کہا اگر تم نقاب پہننا شروع کر دو تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔

ان کا مسئلہ ایک ہے میں آپ کو یہ بتا رہا ہوں کہ محض یہ کہنا کہ قرآن کریم عظیم ہے کیونکہ

تمہارے مسائل حل کرتا ہے۔ ان کے اوپر کوئی اثر نہیں جب تک آپ یہ نہ کہیں کہ تمہارا یہ مسئلہ ہے۔ تم ناکام ہوگئے ہو اسے حل کرنے میں اور قرآن کریم نے اسے حل کیا ہے۔ مثلاً اب بھی وہاں بڑی سٹرائیکس (Strikes) ہو رہی ہیں آج کل بھی سٹرائیکس ہوتی ہیں۔ سٹرائیک ہوتی ہیں مزدور بعض دفعہ In millions یعنی ۳۰۔۴۰ لاکھ ۷۰۔۸۰ لاکھ بعض دفعہ ایک کروڑ سے بھی زیادہ مزدور اس لئے کام چھوڑتا ہے، سٹرائیک کرتا ہے تا کہ اسے اس کے مطالبہ کے مطابق حقوق ادا کئے جائیں لیکن بیچارے مزدور کو یہ علم نہیں کہ اس کے حقوق کیا ہیں۔ یعنی یہ پریس کانفرنس میں مَیں نے ان کو بتایا کہ دیکھو! تمہارا مزدور سٹرائیک کرتا ہے۔ ملک کی اقتصادیات پر بڑا برا اثر ہوتا ہے۔ پھر تم کچھ Resist کرتے ہو کوئی دن یا دو چار ہفتے۔ تو جو انتظامیہ ہے وہ کہتی ہے اچھا پھر یہ بات ہے تو تمہیں روزانہ کی روزی جو ہے تمہاری اجرت اس سے بھی محروم ہو رہے تم۔ دیکھیں گے کب تک کرتے ہو۔ بہرحال کچھ عرصہ یہ جنگ رہتی ہے۔ پھر دونوں طرفیں تھک جاتی ہیں پھر وہ اس کا مطالبہ تھا تیس پونڈ مہینہ اجرت میں زیادتی کی جائے، گفت وشنید کے بعد فیصلہ ہوتا ہے نہیں تیس پونڈ نہیں بیس پونڈ اجرت میں زیادتی کر دیتے ہیں۔ میں نے کہا وہ تو نہ اس کو پتا کہ مجھے کیا چاہیئے نہ ان کو پتا میرے اوپر کیا ذمہ داری ہے، ان کے حقوق کیا ہیں جو مجھے ادا کرنے چاہئیں۔ لینے والے کو حق کا نہیں پتا جو وہ لے دینے والے کو مزدور کے حق کا نہیں پتا جو وہ ادا کرے۔ اسلام کہتا ہے یہ حق ہے مزدور کا۔ اس دفعہ دو جگہ میں نے ان کو یہ ایسی مثال دے کے جو ان کے معاشرہ کا مسئلہ تھا میں نے کہا قرآن کریم حل کرسکتا ہے تم نہیں حل کر سکتے۔ پھر میں نے ان کو بتایا یہی مسئلہ کہ قرآن کریم نے اس طرح حل کیا ہے لیکن اس سے پہلے میں ایک بات کہنا چاہتا ہوں۔ میں نے پہلے کہہ دیا کہ میں تمہیں بتانے لگا ہوں کہ قرآن کریم نے یہ حل اس کا پیش کیا اور پہلے تمہیں کہتا ہوں کہ تم میں سے کسی کو جرأت نہیں ہوگی جو یہ کہے کہ ہمیں قرآن کریم کا بتایا ہوا حل منظور نہیں اور نہیں ہوئی جرأت میری بات سننے کے بعد۔ میں نے انہیں کہا کہ دیکھو! مزدور کو یہ پتا ہی نہیں اس کا حق کیا ہے؟ قرآن کریم نے یہ کہا کہ ہر فرد جو اس دنیا میں پیدا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے پیدا کیا ہے۔ اس کی تمام قوتیں اور طاقتیں اور استعدادیں خدا تعالیٰ کی پیدا کردہ ہیں۔ جب خدا تعالیٰ نے یہ صلاحیتیں پیدا کیں ایک بچے میں تو

خدا تعالیٰ کی منشا یہ ہے کہ بچے کی یہ ساری صلاحیتیں اور استعدادیں اپنی نشوونما میں کمال تک پہنچیں ورنہ وہ اللہ تعالیٰ پیدا ہی نہ کرتا اگر یہ منشا نہ ہوتا۔ جب اللہ تعالیٰ کا منشا یہ ہے کہ ہر فردِ واحد کی صلاحیتیں اپنی نشوونما میں کمال تک پہنچیں تو اللہ تعالیٰ تو جو قادر مطلق اور خالقِ کل ہے اس نے نوعِ انسانی کی ہر نسل کے لئے ان صلاحیتوں کو مجموعی طور پر کمال تک پہنچانے کے لئے جس چیز کی بھی ضرورت تھی اس نے پیدا کر دی۔ اگر کسی کو نہیں ملتی وہ مظلوم ہے اور اس کا حق مارا گیا۔ اس کی دادرسی ہونی چاہیئے۔ ایک غریب کے ہاں وہاں بھی ہو جاتا ہے۔ وہاں بھی ہوتا ہے اتنی اچھی ان کی تعلیم نہیں ہے۔ ہمارے ہاں بہت ہوتا ہے۔ غریب کے ہاں بچہ ہو جائے پیدا، بڑا ہی ذہین، اس کو پھر کوئی پوچھنے والا نہیں۔ میں کالج میں بڑا لمبا عرصہ رہا ہوں۔ میرا اندازہ یہ ہے کہ جب میں ۱۹۶۵ء میں ہٹا ہوں کالج سے کوئی ایک لاکھ ذہن ہماری قوم نے اپنی غفلت کی وجہ سے ضائع کر دیئے، ان کو سنبھالا نہیں۔ اور اتنی بڑی دولت ہیرے جواہرات انسانی ذہن کی جلا کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ یہ جو تہذیب یافتہ اقوام آگے نکل رہی ہیں وہ اپنے ذہن اور ذہنی صلاحیتوں کے نتیجہ میں آگے نکل رہی ہیں۔ سائنس کے میدان میں آگے نکلیں، دوسرے تحقیق کے میدانوں میں آگے نکلیں۔ کسی وقت مسلمان صرف سپین کا ملک ان سارے ملکوں سے آگے نکل گیا تھا ایک اسلامی ملک۔ باقی جہاں جو تحقیق ہو رہی تھی اسے ہم نظر انداز کر دیں تب بھی ایک اسلامی ملک ان سب سے آگے نکل گیا تھا اس دوڑ میں۔

تو اتنا قیمتی متاع جب خدا تعالیٰ نے اتنا بڑا احسان کیا میں سمجھتا ہوں اور میں کہتا ہوں اور میں کہتا رہا ہوں کہ سب سے بڑا احسان جو اللہ تعالیٰ کسی قوم پر یا ملک پر کر سکتا ہے وہ یہ ہے کہ اس قوم یا ملک کو ذہین بچے عطا کرنا شروع کر دے۔ ایک لاکھ بچہ خدا نے ہمیں دیا اور ہم نے وہ ضائع کر دیا۔ اس سے بڑا ظلم اور کیا ہو سکتا ہے۔ بہر حال ان کو میں نے کہا تمہارے ہاں بھی یہ ہے۔ مزدور جو ہے موٹی ایک بات ہے آپ آسانی سے سمجھ جائیں گے، مزدور جب سٹرائیک کرتا ہے مثلاً (الف) کارخانہ ہے کپڑے بناتا ہے پندرہ ہزار مزدور وہاں کام کر رہا ہے۔ اس نے سٹرائیک کی اور آپس میں سمجھوتا جو ہوا وہ دس پاؤنڈ ہفتہ زیادتی ہوگئی۔ انہوں نے کہا اچھا اب ہم کام شروع کر دیتے ہیں۔ اچھا دس پاؤنڈ زیادتی کا نتیجہ کیا نکلا۔ یہ جو دس ہزار مزدور ہے

اس میں بعض وہ مزدور ہیں جو چھڑے چھٹا نک، اکیلے ان کو ماہانہ دس پاؤنڈ کی زیادتی مل گئی نا۔ اپنے پہ خرچ کرنا ہے نا اور تو کوئی نہیں۔ ایک دوسرا مزدور ہے اس کے تین بچے اور دو میاں بیوی پانچ۔ ان کی زیادتی دس پاؤنڈ مہینہ نہیں ان کی زیادتی دو پاؤنڈ مہینہ ہے۔ ہر فردِ واحد پر تقسیم ہوگی نا خاندان کے وہ زیادتی۔ تو میں نے انہیں کہا تم بڑے خوش ہوتے ہو کہ ہم نے ان کی ضرورت کو پورا کر دیا۔ اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ تم نے اس مزدور کی ضرورت کو پورا کر دیا جو اکیلا تھا اور اس کو دس پاؤنڈ تم نے زیادہ دے دیئے۔ اس کی ضرورت پوری ہوگئی لیکن اسی کارخانے میں وہ تین چار ہزار دوسرے مزدور جن کے افرادِ خاندان ایک نہیں بلکہ چار پانچ چھ بعض دفعہ ہیں جن کو دو پاؤنڈ، ڈیڑھ پاؤنڈ، سوا دو پاؤنڈ اس طرح ان کی زیادتی ہفتہ کی ہوئی ہے۔ ان کی ضرورت کو اس اصول کے مطابق تم نے کیسے پورا کر دیا یعنی اصول یہ کہ جس کو دس پاؤنڈ مل جائیں گے اس کی ضرورت پوری ہو جائے گی۔ کہتے! ٹھیک ہے یہ تو ہم نے کبھی سوچا نہیں۔ میں نے کہا تم نے نہیں سوچا مگر تمہارے خدا اور تمہارے محسن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے لئے سوچا اور حکم دیا کہ ان کی ضرورتوں کو پورا کرو۔ جب ہم ان کو یہ کہیں کہ قرآن کریم عظیم ہے تمہارے مسائل کو حل کرتا ہے اور خاموش ہو جائیں ان پر کوئی اثر نہیں۔ اگر ہم یہ کہیں قرآن کریم عظیم ہے اور تمہارے مسائل کو حل کرتا ہے دیکھو! مثلاً یہ ایک مسئلہ ہے جو تم حل نہیں کر سکتے اور قرآن کریم نے حل کیا ہے۔ ایک دوسرا مسئلہ ان کے سامنے رکھ دیا۔ ایک تیسرا۔ اس دفعہ میں نے انہیں کہا تم صرف یہ ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم اور دوسرے بہت سارے مہلک ہتھیار ہی اکٹھے کر کے تو پہاڑ نہیں بنا رہے۔ انبار ان کے پہاڑوں کی طرح تمہارے مسائل بھی جمع ہو رہے ہیں اور تمہاری مصیبتیں بڑھ رہی ہیں اور تمہاری ناکامیاں جو ہیں ان کی تعداد بھی زیادہ ہو رہی ہے۔ تو اسلام تو اگر تم نہ بھی اس طرف توجہ آج کرو تو اسلام انتظار کر رہا ہے اس دن کا جس دن تمہارے مسائل کا انبار اس قدر اونچا ہو جائے گا کہ تمہیں آگے بڑھنے کا کوئی راستہ نظر نہیں آئے گا۔ تم پاگلوں کی طرح اندھیرے میں ہاتھ پاؤں مارو گے۔ اس وقت اسلام تمہارے پاس آئے گا اور کہے گا کہ میں یہاں ہوں موجود تمہارے مسائل حل کرنے کے لئے۔ مجبور ہو جاؤ گے اپنے فائدہ کے لئے تم اسلام پر ایمان لانے۔ زبردستی کوئی نہیں کرے گا تمہاری اپنی خواہش ہوگی تمہارا اپنا

دل کہے گا کہ ہمیں یہ مذہب قبول کر لینا چاہیئے لیکن قرآن کریم کی عظمتیں یعنی اتنا خیال خیر امّۃٍ کہا تھا نا۔ ہدایت بھی دینی تھی نا کہ تم نے بھلائی کیا کرنی ہے۔ میں تو جب سوچتا ہوں سچ مچ جذباتی (Emotional) ہو جاتا ہوں کہ اتنی عظمت ہے اس کتاب میں کہ اپنی تمام عظمتوں کے باوجود کہا کہ دیکھو! میری اونچی تلاوت کر کے کسی اور کو دکھ نہ پہنچاؤ۔ اتنی بڑی عظمت لیکن کوئی سمجھے ان عظمتوں کو اور ان لوگوں تک پہنچائے تب اسلام وہاں پھیلے آپ تو سمجھتے ہیں۔ آپ اپنی ذمہ داریوں کو بھی سمجھیں۔

میں نے اعلان کیا اس صدی کے شروع میں کہ بڑی پیشگوئیاں ہیں۔ بڑی بشارتیں ہیں۔ بڑی خوش خبریاں ہیں۔ بڑی ذمہ واریاں ہیں جو اوڈال دی گئیں ہم پر۔ اسلام تو اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت کے ساتھ جیسا کہ مقدر ہے جیسا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی بشارت دی گئی ہے پندرھویں صدی ہجری میں ساری دنیا پر غالب آئے گا اور نوعِ انسانی کی بھاری اکثریت اسلام کے جھنڈے تلے جمع ہو جائے گی۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں سے چمٹی ہوئی نظر آئے گی لیکن اس کے لئے قربانیاں دینی پڑیں گی جس طرح صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے اپنے زمانے میں اپنی زندگیوں میں دیں اور آنے والی نسلوں نے تین سو سال تک ان کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے قربانیاں دی تھیں۔ ایک صدی کی تو بات ہے۔ گھبرانے کی کیا بات ہے۔ ایک ہزار سالہ خوشحال زندگی نوعِ انسانی کے لئے چھوٹی سی ایک جماعت اگر سب کچھ بھی قربان کر دے تو کوئی ایسی قربانی نہیں ہے نوعِ انسانی کی خدمت میں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھ اور توفیق عطا کرے کہ اس کے فضل کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا۔

(از رجسٹر خطباتِ ناصر غیر مطبوعہ)